نظمیں

ڈاکٹر سفینہ

سفینہ

سمندر اور ساحل سے رشتہ ہے گہرا
نہ سمندر پہ ڈیرا، نہ ساحل پہ بسیرا
ہوا کی سی رفتار مقدّر رہے میرا
سمندر میں کوئی مقابل نہ ٹھہرا
چلی فخر سے جو سمندر کے اوپر
سمندر ہمیشہ ہی قدموں پہ ٹھہرا
سمندر اور ساحل کی حالت عجب ہے
کہ دونوں پہ لمبی حدوں کا ہے پہرا
سفینہ کی سینہ زوری تو دیکھو
سمندر پہ تیرا، کبھی ساحل کو گھیرا
جہاں دیکھیے بس سفینہ ہی ٹھہرا
سمندر نے اپنے گھمنڈ کے نشے میں
لہروں کو یہ حکم نادر سنایا
کرو غرق جا کے اس کشتی کو ایسے
کبھی سر اپنا اُٹھانے نہ پائے
ڈوبے ڈبوئے بھروسا بھی کھوئے
وہ خود اعتمادی اپنی بھی کھوئے
سمندر اور ساحل نے کبھی یہ نہ جانا
ہے دونوں کا رشتہ سفینہ کے دم سے
سفینہ بِنا، سمندر ہے سونا
ساحل کی وحشت کا عالم عجب ہے
ساحل سے پٹخیں گی سر اپنا موجیں
سمندر و ساحل اب دونوں لڑیں گے
رُکے گی بھلا کیسے ان کی لڑائی
دکھائیں گے کس کو اب اپنی بڑائی
جہاں بھر کی طاقت بے کار ہے اَب
سفینہ کے بن یہ لاچار ہیں اب
سمندر اور ساحل اب اس کو منائیں
سفینہ کو منصب دلبری پہ بٹھائیں

ذاکر حسین، دہلی کالج، دہلی۔ 110001

عالیہ

احساسِ گراں مایہ

بڑی چہمی گوئیاں ہیں
ارض وسماں کے درمیاں
دور تک پھیلی اس دہر میں
ندیوں، سمندروں کے کنارے
گھروں میں، ریستورانوں میں، بازاروں میں
ایک ہی موضوعِ گفتگو ہے
سبھی دانشور اور دانا
مشورے کر رہے ہیں اس امر کے
ہر گوشۂ دہر سے
صداؤں، نواؤں کی آمد کا سلسلہ ہے رواں
مطرب ورقاصہ اسی احساس سے
گا رہے ہیں
تھرک رہے ہیں
کوئی خالی نہیں ہے
اس جذبۂ لذت سے
وہ جذبہ ہے محبت کا
الفت وقربت کا
لمحہ ہے اک احساس کا
یہ احساسِ گراں مایہ
مری زندگی کا حاصل ہے

شعبۂ اردو، دہلی یونیورسٹی، دہلی۔7، موبائل: 7503090927